بچوں کا ادب ،ضرورت اور اہمیت

محمد اختر، ریسرچ اسکالر
دہلی یونیورسٹی، دہلی

ملخص

بچوں کی بہتر نشونما کے لئے ادب کی ضرورت ہے۔ ایسے ادب کی جس سے ان کا ذہن بھی عمر کے ساتھ ترقی کے مدارج طے کر سکے۔ ادب ہی وہ شئے ہے جو انہیں مستقبل میں آگے لے جائے گی۔ بچوں کا ادب بچوں میں سیکھنے کے عمل کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ تجربات ومشاہدات سے آگاہ ہو پاتے ہیں، جو اصل زندگی میں ان کے ساتھ ہونے والا ہے۔ بچوں کا ادب نفسیاتی تبدیلیوں کو سمجھنے میں، ان سے جھوجھنے میں ان کی اور ان کے والدین کی مدد کرتا ہے۔ بچوں کے ادب کے ذریعے ہم بچوں کے خیال اور ان کی سوچ وفکر کو بلند اور برتر بنا سکتے ہیں۔ تخیل کی بنا پر ان کو مثبت سمت میں ڈال سکتے ہیں۔

بچوں کے ذہنی نشونما کے لئے ابتدا سے ہی ان کی نفسیاتی ضرورتوں کو ذہن میں رکھنا چاہئے جو کہ ان کی بلند خیالی اور اچھی سوچ وفکر کا باعث ہو۔ کیونکہ بچہ ہی اپنے ملک اور سماج کا مستقبل ہوتا ہے جیسا کہ ورڈزورتھ نے کہا نے کہا تھا کہ ''بچہ انسان کا باپ ہے'' اگرچہ اپنے لئے خود اپنے باپ ہونے کا خیال غیر معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن اس مشاہدے کی سچائی میں کوئی کلام نہیں۔ انسان کی ذہنی اور اخلاقی بناوٹ میں یہ اہم عنصر ہوتا ہے کہ اس نے بچپن میں کس طرح کی تربیت پائی۔ اور کس طرح کے لوگوں سے ملا جلا اور لوگوں نے اس سے کس طرح کا سلوک کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ بڑا ہو کر ویسا ہی بنتا ہے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی حیثیت ایک جاندار گوشت کے لوتھڑے جیسی ہوتی ہے۔ جس کے انسانی بناوٹ ہوتے ہیں۔ جب اسے بھوک لگتی ہے تو روتا ہے اور جیسے ہی ماں اسے اپنا دودھ پلاتی ہے تو وہ چپ ہو جاتا ہے۔ وہ ماں کی گود کی گرمی میں آرام محسوس کرتا ہے اور دھیرے دھیرے باشعور اور ہوشیار ہو جاتا ہے بچہ اپنی ماں اور اپنے آس پاس کا ماحول دیکھتا ہے تو ان کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہے اور جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے تو پڑھنا لکھنا سیکھنے لگتا ہے اور نو دس سال کی عمر میں دنیا کی ہر چیزوں کو پہچاننے لگتا ہے۔ وہ جو بھی نئی نئی چیزیں دیکھتا ہے اسے جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے ایسا کرنے میں مزہ آتا ہے۔ اس طرح اس کا ذہن نشو ونما پاتا ہے۔

یہ مسئلہ بھی غور وفکر کا باعث رہا ہے کہ بچوں کا ادب کیسے وجود میں آیا؟ بچوں کا ادب کس کی پیش کش ہے؟ بچوں کے ادب کا پہلا خالق کون ہے؟ تو ہم اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو پاتے ہیں کہ بچوں کے ادب کا پہلا معمار بیشپ ایلڈ ہم (BISHOP ALDHEHM) ہے جو انگلینڈ کا رہنے والا تھا۔ جس نے بچوں کے لئے اپنے تخیل کا اظہار سوال وجواب کے طرز پر رکھا جو کہ لاطینی زبان میں تھا۔ اگر ہندوستان کی بات کی جائے تو بچوں کے عالمی ادب میں ''پنچ تنتر'' کا اہم رول رہا ہے۔ ''پنچ تنتر''، سنسکرت کی مشہور تصنیف ہے۔ جس کے مصنف وشنو شرما ہیں۔ اس میں دلچسپ کہانیاں ہیں جو ہر عمر کے لوگوں کے لئے دلچسپی کی باعث ہو سکتی ہے مگر خاص طور پر بچوں کے لئے کافی رغبت کی حامل ہے۔ اس کے کردار انسانوں کے علاوہ جانوروں کے بھی ہیں جو بچوں کو خوشگواری فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کے لگ بھگ ہر زبانوں میں ہوا ہے۔

بچوں کا ادب کسے کہا جاتا ہے؟ اس پر غور وفکر کیا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ بچوں کے ادب سے مراد وہ ادب ہے جو زبان وبیان اور مواد کے لحاظ سے خالصتاً بچوں کے لئے تخلیق کیا گیا ہو۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ بچوں کو آسان اور عام فہم زبان میں معلومات فراہم کرنا ہی بچوں کا ادب ہے۔ اس ضمن میں شفیع الدین نیر کہتے ہیں کہ:

''بچوں کے ادب سے مراد نظم ونثر کا وہ ذخیرہ ہے جو خاص طور پر بچوں کے لئے لکھا گیا ہو یا اپنی معنویت اور افادیت کے اعتبار سے بچوں کے لئے موزوں ہوں۔ بلا شبہ بچوں کے ادب کو بھی ان اقدار اور خصوصیات کا حامل ہونا چاہئے جو کسی بھی زبان کا نظم ونثر کو ادب کا درجہ بخشتی ہو۔ ان تحریروں میں خیال کی رفعت، جذبہ کی صداقت اور بیان کا حسن شامل ہو۔''

بچوں میں فکر اور عمل کی افادیت کو اجاگر کرنے کا مؤثر طریقہ یہ ہے کہ جب بچے میں سوچنے سمجھنے کا مادہ آ جائے تو اس کے اندر ثقافتی مرکزیت کا جذبہ پیدا کیا جائے تا کہ وہ اپنے سماجی رنگ میں رنگا جائے۔ اس بارے میں ڈاکٹر خوشحال زیدی کہتے ہیں کہ:

''بچوں کے ادب پر متعلقہ ملک کے ماحول، سماجی رسم ورواج اور تہذیب و تمدن کا پورا اثر پڑتا ہے۔''

بچوں میں ہمیشہ اپنے گرد و پیش اور ماحول کو جاننے کی خواہش ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کیا؟ کیوں اور کیسے؟ سوالات کرتے رہتے ہیں۔ بچوں کے ادب سے انہیں ان سوالوں کے جواب مل جاتے ہیں۔ جو ان کی ذہنی نشو ونما میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

بچوں کا ادب ایسا ہونا چاہئے جو ان کی آئندہ زندگی میں کام آئے۔ انہیں ادب کے ذریعے ایسا مواد دیا جائے جو ان کی بہتر تربیت کر سکے کیونکہ آج کے یہ بچے کل کے مستقبل ہیں۔ اس لئے ان کے اندر ایثار، محبت اور قومی یکجہتی جیسے مثبت جذبات کو فروغ دینا چاہئے۔ بچوں کا ادب ان کی بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہونا چاہئے جن سے اعلیٰ درجے کا مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ بچے کی ابتدائی تعلیم ایسی ہو جو تہذیب وتمدن کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہو ورنہ نصاب کے سبق میں صرف الفاظ کی پہچان اور حرف کے جوڑ توڑ اور بے معنی معلومات عامہ کا پلندہ بن کر رہ جائے گا۔ اس لئے بچوں کی کتابیں تصنیف کرتے وقت ہمیں ان کی نفسیات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ جولین تو بچوں کی کتابوں سے پوری طرح انکار کرتا ہے۔ وہ

کہتا ہے کہ:

''بچے کو کتاب نہ دو صرف دنیا کی کتاب اسے پڑھنے دو اور نہ ہی کوئی تعلیم دو ۔صرف سچائیاں اور واقعات بتاؤ۔''

جولین بچوں کی مکمل آزادی کی بات کرتا ہے۔اس طرح کی آزادی جو روسو چاہتا تھا۔ یہ لوگ بچوں کو فطرت کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ان کا ماننا تھا کہ بچوں کو ان کی ابتدائی زندگی کی تعلیم فطرت خود دے گی۔

بچوں کا ادب صرف وہی نہیں جو کہانیوں اور ڈراموں کی صورت میں شائع ہوتی ہے اور جسے بچے خالی اوقات میں تفریح اور خوشی کے لئے پڑھتے ہیں بلکہ ان کی نصاب کی کتابیں بھی ادب کا ہی حصہ ہوتی ہے۔ چونکہ وہ بچوں کے عمر کے پیش نظر ان کی ذہنی اور علمی صلاحیتوں کے مطابق تیار کی جاتی ہیں ۔ بچوں کی کتابوں کے متعلق پال ہازارڈ کہتا ہے کہ ان کی کتابوں میں سنجیدہ اور اخلاقی باتیں شامل کی جانی چاہئے تاکہ ان کے اندر تمام تر خوبیاں پیدا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ سچائی اور انصاف کا جذبہ بھی۔

برٹینیکا میں بچوں کے ادب کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے تحت تین قسم کی تحریروں کو شامل کیا گیا ہے جو ان کے پھلنے پھولنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ پہلا وہ جس میں تمام طرح کی کہانیاں، جو بچوں اور بچیوں کے لئے مخصوص طور پر لکھی گئی ہوں۔ دوسرے وہ جن میں روایتی وعلاقائی ادب پایا جاتا ہو اور جس میں دیو پریوں کی کہانیاں ہوں۔ تیسرے ان کتابوں اور ادب کو شامل کیا جاتا ہے جو لکھی تو گئی ہوں بالغوں کے لئے لیکن بچوں کے ادب کے طور پر انہیں اپنا لیا گیا ہو۔

بچے روز اول سے بنی نوع انسان کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ انسانی تاریخ کے ہر دور میں بچے کی دیکھ بھال اور اس کی شخصیت کو سمجھنے میں دلچسپی لی جاتی رہی ہے۔لیکن احیاء علوم اور رفاہ انسانی کی تحریکوں کے باعث بچے کی تعلیم وتدریس، ذہنی اور جسمانی نشو ونما کو غیر معمولی اہمیت دی جانے

لگی۔

بچوں کی بہتر نشو ونما کے لئے ادب کی ضرورت ہے۔ایسے ادب کی جس سے ان کا ذہن بھی عمر کے ساتھ ترقی کے مدارج طے کر سکے۔ادب ہی وہ شئے ہے جو انہیں مستقبل میں آگے لے جائے گی۔بچوں کا ادب بچوں میں سیکھنے کے عمل کو مسلسل برقرار رکھتا۔اس کے ذریعے وہ ان تجربات ومشاہدات سے آگاہ ہو پاتے ہیں، جو اصل زندگی میں ان کے ساتھ ہونے والا ہے۔بچوں کا ادب نفسیاتی تبدیلیوں کو سمجھنے،ان سے جوجھنے میں ان کی اور ان کے والدین کی مدد کرتا ہے۔

بچوں کا ادب تخلیق کرتے وقت ادیب یا شاعر بچوں کے اس ذہنی سطح پر خود اتر کر آتا ہے، جہاں بچہ موجود ہوتا ہے۔اس لئے بچوں کی کتابیں ایسی ہونی چاہئے جو ان کی زندگی میں دوست کا کردار ادا کرے۔ایسے دوست کا جو آئندہ زندگی میں ان کی راہ ہموار کرے۔اس طرح کی کتابیں پڑھنے کے بعد بچوں کو سچی خوش نصیبی حاصل ہوگی اور خود اعتمادی قائم ہوگی۔اس بارے میں ڈاکٹر خوشحال زیدی کی رائے ہے کہ:

> ''حقیقت یہ ہے کہ بچوں کے لئے لکھنا ایک باقاعدہ فن ہے۔فن کار اپنے خیالات اور اپنے قلم کو بچوں کی نفسیات کے مطابق اور ان کی دلچسپی اور تجسس کے دائرے تک محدود رکھتا ہے۔نیز انہیں ایسی دنیا کی سیر کراتا ہے جو تخیلی بھی ہو اور حقیقی بھی۔اس طرح بچوں کے لئے اچھا ادب پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے۔''

بچوں کے ادب کے ذریعے ہم بچوں کے خیال اور ان کی سوچ وفکر کو بلند اور برتر کر سکتے ہیں۔تخیل کی بنا پر ان کو مثبت سمت میں ڈال سکتے ہیں۔منفی ادب سے بچوں کو دور رکھنا چاہئے کیونکہ ایسا ادب ان پر غلط اثرات ڈال سکتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ بچے کا ذہن،دل اور دماغ کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے۔ہم جیسا چاہے اس پر نقش ونگار کر سکتے ہیں۔

خوف و ہراس قائم کرنے والے ادب سے بھی بچوں کو دور رکھنا چاہئے کیونکہ ایسا ادب فکر اور خیال کو خوف زدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ جو اعصاب پر تناؤ پیدا کرتا ہے اور جو تذبذب وشدت بھی اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے بچوں کا ادب ایسا ہونا چاہئے جو ان کو خوشگوار محسوس ہو اور ان کے دل ودماغ میں تازگی اور امنگ پیدا کرے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر خوشحال زیدی کہتے ہیں کہ:

> ''بچوں کی فطرت، دماغی قوت، اخذ کرنے اور محسوس کرنے کا جذبہ۔ یہ سب لامحدود ہوتے ہیں۔ بچہ اپنے تخیل کی مدد سے دنیا کی ہر شئے سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس میں چلبلا پن، شوخی وحرکت ہوتی ہے۔ اس میں تجسس کا وافر مادہ ہوتا ہے۔''

بچوں کے تحیر اور تجسس کے ساتھ ان کے نہ ختم ہونے والے سوالات کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔ یہ سوال ان کے ذہن کو بار بار پریشان کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نیچر ہی کچھ ایسی ہے کہ ان کے ذہن میں طرح طرح سوالات قائم ہوتے رہتے ہیں۔ وہ جن چیزوں کو دیکھتے ہیں ان کے بارے میں سوچنے لگتے ہے۔ مثلاً پہاڑ کیسے بنا ہوگا؟ زمین کی تخلیق کیسے ہوئی ہوگی؟ آسمان کو کس نے بنایا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہی سوالات ان کی ترقی میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اگر ان کے سوالوں کا جواب نہیں دیا جائے گا تو وہ مایوس اور ناامید ہو جائیں گے اور اپنی زندگی میں ٹھہر جائیں گے جو ان پر غلط اثرات مرتب ہوں گی۔

بچوں کو ہمیں آئندہ زندگی کے لئے تیار کرنا ہے۔ انہیں اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں آنے والے چیلنج کا مقابلہ کر سکیں اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ انہیں بچوں میں سے کوئی افسر، کوئی ڈاکٹر اور کوئی انجینیئر وغیرہ وغیرہ بنے گا۔ زندگی کا یہ دور بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں ان کی بہتر دیکھ ریکھ ضروری ہے۔ بچوں کے ادب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کے بغیر بچوں کی تربیت ناممکن نظر آتی ہے۔

بچوں کے ادب کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ وہ بچوں کے پرواز تخیل کو جلا بخشتی ہے۔

اگر ہم زندگی کے اس دور میں مدد نہ کریں گے تو وہ اپنی قوت کو کسی اور جگہ صرف کریں گے جس سے ان کو نقصان بھی ہو سکتا ہے ۔بچپن کے اس دور میں تخیلی ادب کے ذریعے ان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھارنے کا کام کیا جاتا ہے ۔دلچسپ واقعات اور کہانیوں کے ذریعے انہیں ہم ادب کے قریب لا سکتے ہیں ۔تخیل کی مدد سے وہ زمانے سے کچھ الگ سوچیں گے اور اس طرح نئے ایجادات بھی وجود میں آئیں گے۔

روسو نے ۱۷۶۲ء میں اپنی کتاب 'ایمل' شائع کی ۔ یہ مانا جاتا ہے کہ یہ پہلی کتاب تھی جس نے بچوں کے خواہشات اور جذبات پر سے پابندی ہٹانے کی بات کی تھی ۔ ورنہ اس سے قبل اس بات کی آزادی نہ تھی کہ بچے کیا سوچتے ہیں، کیا محسوس کرتے ہیں ۔ اس بات پر غور وفکر کیا جائے اس سے پہلے یہ خیال عام تھا کہ جسمانی ترقی کے علاوہ بچوں اور بڑوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ۔ایک ہی طرح کے قوانین دونوں کے لئے بنائے گئے تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایک کام کو کوئی بڑا شخص آسانی سے کر سکتا ہے تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ اس کام کو بچہ نہ سیکھ سکے ۔ یہی خیال جذبات اور تصورات کے اظہار پر پابندی کا بھی تھا کہ بڑے اپنے جذبات اور خواہشات کو ضبط کر سکتے ہیں تو بچے کیوں نہیں؟ روسو نے اس قسم کے خیالات کے خلاف آواز بلند کی اور بچوں کو ایک الگ شخصیت کی نظر سے دیکھنے کی بات کی ۔انہیں مکمل آزادی دینے اور قدرت کے سپرد کرنے کو کہا ۔وہ کہتا تھا کہ بچہ اگر آگ سے کھیلتا ہے تو کھیلنے دو جب وہ آگ سے جلے گا تو خود بخود وہ اس کے پاس نہیں جائے گا۔

ماہرین نفسیات کی تحریکوں سے لوگوں میں بچوں کی شخصیت سے حقیقی دلچسپی پیدا ہوئی ۔ لوگوں نے بچوں کے متعلق جاننا چاہا۔ان کی تحریکوں کے اثر سے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا کہ بچے بھی الگ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں ۔ادب میں ان کا بھی وجود ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔اس طرح بچوں کے ادب کی ضرورت واہمیت محسوس کی جانے لگی اور یہ سمجھا جانے لگا کہ ادب ان کے بنا ادھورا ہے ۔ڈاکٹر سلیم اختر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''بچہ 'لا' سے اثبات پیدا کرتا ہے اور تخیل کی ایک دنیا آباد کرتا ہے۔ الگ الگ چیزوں کو نئی شخصیت دے کر نئے نام سے پکارتا ہے۔ ٹانگوں میں لکڑی لے کر گھر بھر میں اسے گھوڑا بنائے دوڑا پھرتا ہے۔ گڑیا کو سامنے بٹھا کر اس سے باتیں کی جاتی ہیں۔ تکیہ کو ماں سمجھ کر سینے سے لگایا جاتا ہے۔ انہیں حقیقی سمجھتا ہے اور دنیا انہیں کیا سمجھتی ہے۔ اس کی اسے پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ بچہ ہے، نارمل بچہ! ہمارا آپ کا بچہ۔''

ماہرین نفسیات نے بتایا کہ بچپن کا طرز سلوک بچوں کی شخصیت کی نشو ونما پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ جس بچے کے افراد شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں اور ان کی فطری تقاضوں کا خیال رکھتے ہیں اس بچے کی زندگی کے خوشگوار ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور جو افراد منفی سوچ رکھتے ہیں اور بچوں سے پیار و محبت سے پیش نہیں آتے تو وہ بچے احساس کمتری کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ان تحقیقات نے زندگی کے ابتدائی چند سالوں کی اہمیت کو روشن کر دیا اور اس بات کو واضح کر دیا کہ شخصیت کی تعمیر ان چند سالوں میں ہو جاتی ہے۔ اس لئے زندگی کے......اہم دور میں بہتر ادب کی ضرورت بھی مسلم ہوگئی، بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عہد کی نمایاں خصوصیات، واضح رجحانات اور چھپی ہوئی صلاحیتوں اور لیاقتوں بروئے کار لایا جائے۔ جو بچے کی زندگی خوشگوار بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہو اور بچوں کے لئے یہ کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے